eISSN: 2791-0342
pISSN:2791-0334

ادبی اثاثے میں "غیر مشروط محبت" کی سرمایہ کاری

Investing "Unconditional Love" in Literary Assets

Anees Fatima
Lecturer, Urdu
Akhuwat College, Kasur

انیس فاطمہ
لیکچرر، اُردو
اخوت کالج، قصور

Abstract

Azhar Ghauri, a visionary creator, embodies the universality of values, advocating for global adaptation and constructive criticism, rooted in mystical philosophy. His artistic expression, as seen in his poetry anthology "Unconditional Love," tackles critical themes like colonialism, exploitation, industrialization, and social justice, reflecting his intellectual quest for human rights. Ghauri's work encourages readers to join the resistance movement for personal and collective freedom, fostering a participatory approach. By incorporating inter-national, inter-continental, and inter-religious philosophies, he inspires progress toward resolving human conflicts and social issues. His unique style promotes enlightenment, rejecting discrimination based on color, race, nation, language, and prejudice. Azhar Ghauri's contributions have enriched Urdu literature, making him a significant voice in the literary world.

Key Words:
Azhar Ghauri, Unconditional Love, Poetry, Criticism, Objectivity, Globalisation.

ہر ادب نہ صرف اپنی زُبان کے فن و ثقافت، تہذیب و تمدن اور افرادِ معاشرہ کے روزمرہ، احساسات، جذبات، خیالات، نظریات اور اجتماعی قومی شعور کا آئینہ دار ہے، بل کہ قوم کی زندگی میں پیش آنے والے اِنقلابات اور نشیب و فراز کا عکاس بھی ہوتا ہے۔ اُردُو اَدَب میں بھی سنجیدہ تخلیق کاروں کے ہاں ہمیں گزرتے ہوئے وقت کے ساتھ ساتھ مختلف اِنقلابات کی گہری چھاپ نظر آتی ہے۔ ہر ذمہ دار ادیب اور شاعر اپنے زمانے کا ترجمان و عکاس ہوتا ہے۔ اظہر غوری کا کلام موجودہ عہد کا عکاس، ترجمان اور جہت نما ہے، اِن کے الفاظ کی باطنی معنویت کی پرتوں کو کھولا جائے تو اس میں نہ صرف ملکی، جغرافیائی، سماجی، تہذیبی، ثقافتی، سیاسی اور معاشی تاریخ کے اوراق دریچہ در دریچہ کھلتے چلے جاتے ہیں بل کہ ہر سمت میں پھیلا سرنگوں کا جال راہ الجھانے کے بجائے مختصر رستوں سے دنیائے فرداتک پہنچا کر حیات کی آسانیاں ارزاں کرتا ہے۔

عہدِ جدید و قدیم میں ایسے شعرا کی کثیر تعداد موجود ہے جنھوں نے متنوع جہات میں اور مختلف سطحوں پر اُردُو ادب اور اُردُو شاعری کو ہیئتی، اسلوبیاتی، لسانی و معنوی تشکیلاتی ارتقا سے سرفراز کرنے کے ساتھ ساتھ تازہ کاری سے ہم کِنار کِیا، ان کا نام اُن شعرا میں سرِفہرست ہے۔ جولب و لہجہ اور تاثیر اظہر غوری کی نظم و نثر کا خاصّہ ہے وُہ کسی اور شاعر کو کم ہی نصیب ہُوا۔

اُن کے کلام میں تخلیقی و فنی کمالات اپنی جگہ بہت اہمیت رکھتے ہیں۔ جس عمدگی سے انھوں نے اپنے کلام میں مختلف النّوع نظری و فکری جہات کو برتا ہے وہ اپنی مثال آپ ہیں۔ اظہر غوری اُردُو ادب میں اعلیٰ پائے کے شاعر اور نثر نگار ہیں، جن کے حاصلِ کلام کی نُمایاں خُوبی محبّت و امن ہے۔ ان کی متخیلہ زمانی اور انسانی حقائق پر استوار ہے، جس کے باعث اُردُو لسانیات سچے اور خالص تعمیری ادب سے جڑی ہوئی ہے۔ اُنھوں نے کسی بھی مذہب، عقیدے، مسلک، مخصوص نظریے اور مفاداتی یا منافرتی گروہ کی ترجمانی سے قطعی گریز کرتے ہوئے سچے اور خالص ادب کی نشو و نما پر ہی اپنی تخلیقی توجّہ مرکوز رکھی ہے۔ جیسا کہ "ادب، فلسفہ اور وجودیت" کے ضمن میں ژاں پال سارتر نے کہا تھا، ایک ایسی داخلیت جو خارجیت کے جِلو میں آئے، تقریر ایسے انداز میں بیان ہو کہ اس پر خاموشی کا شائبہ ہو، خیال جو اپنے آپ پر حیران ہو، عقل جو جُنُون کا لبادہ ہو، ابد جو تاریخ کا ایک لمحہ معلوم ہو، تاریخ کا لمحہ جو اپنی راہوں سے انسان کو ابد تک لے چلے۔ بلا شبہ اظہر غوری کی شاعری اور مضامین مذکورہ وجودی صورتِ حالات کے غمّاز ہیں۔

اظہر غوری کا ادبی سفر چار دہائیوں سے زائد عرصے پر محیط ہے۔ وہ ایک قادرالکلام اور اپنے عہد کے اُسلوب ساز لکھاری ہیں۔ ان کے لیے شاعری نہ تو ذریعۂ معاش ہے اور نہ ہی وَجہِ شہرت، غالباً اِسی لیے اُنھوں نے مقبولِ عام شاعری کے مروّج ہتھکنڈے نہیں اِختیار کیے، اُنھوں نے شاعری کو صنفِ مزاح نہیں سمجھا، ورنہ بذلہ سنجی اور لطیفہ گوئی پر مبنی شاعری سے محفلوں کو زعفران زار بنا کر مقبولیتِ عام کی سَنَد پانا اکثر بزعمِ خود شعرا کو نہ صرف بہت مرغُوب ہے، بل کہ شاعرانہ کامیابی کی بے مسافرت اور مختصر ترین مسافت طے کر لینے کا آسان نسخہ سمجھا جاتا ہے۔ اظہر غوری نے غیر روایتی، غیر مقبول اور کسی حد تک غیر مروّج طریق پر ایک انفرادی، خود وضع کردہ نظریاتی و فلسفیانہ خود کلامی اور مکالماتی طرزِ سخن اختراع کی، جس پر سامع یا قاری نہ تو گریہ زاری و ماتم کر سکتا ہے اور نہ ہی ٹھٹھا اُڑا سکتا ہے، علاوہ ازیں یہ تخلیق کاری شغلیہ طفل تسلی بھی نہیں دیتی۔ ان کی شاعری میں جذبات کی فراوانی کے ساتھ ساتھ متانت اور سنجیدگی پائی جاتی ہے۔ اُنھوں نے مختلف اصنافِ سخن میں طبع آزمائی کی ہے، مثلاً نظم، غزل اور ادبی تنقیدی مضامین وغیرہ۔ اظہر غوری کو اظہارِ خیال پر قدرت حاصل ہے، اس لیے اُنھوں نے اپنی متخیلہ کو منظوم و غیر منظوم ہر ایک صورت میں قلم بند کِیا ہے۔ اظہر غوری نے ہر صنف کے فنی تقاضوں کو عمدگی سے پیشِ نظر رکھّا۔ وہ مقدار سے زیادہ موضوع اور مواد کو اہمیت دیتے ہیں۔ اظہر غوری کے کلام کے موضوعات روحانی، فطری، اساطیری، سائینسی، نفسیاتی، سماجی اور فلسفیانہ ہیں۔ اُن کے ہاں اُسلوبِ فکر، بیان کا نکھار، اظہار کی بے ساختگی اور شعریت کا حُسن بدرجۂ اتم موجود ہے، جس کی بنا پر اُنھوں نے اپنے کلام میں الفاظ اور ان کی معنویت کے کئی جہان آباد کر رکھے ہیں۔ اظہر غوری نے مختلف ہیئتوں کو اپنی شاعری میں نہ صِرف برتا بل کہ مسلّمہ اور مثالی بنا دیا۔ الغرض اظہر غوری کی تخلیقات اُردُو دُنیا کے ادبی سرمایے میں ایک گراں قدر اضافہ ہیں۔ وہ بطور شاعر اور نقّاد منفرد اور معتبر مقام رکھتے ہیں۔ ان کی گونا گوں تخلیقی، ناقدانہ اور مدیرانہ خدمات نے اُردُو ادب کی تاریخ میں ایک سنہری باب کا قابلِ تحسین اضافہ کروایا ہے۔

نثری شاعری کے اولین مجموعے "اپنے لیے اور دوستوں کے لیے نظمیں" کے خالق اور آزاد نظم کے نہایت اہم شاعر عبدالرشید "غیر مشروط محبّت" پر اپنے مقالے بعنوان "چتر چتر آسمان اور زینے" میں رقم طراز ہیں:

"غیر مشرُوط محبت" ایک غیر معمولی کتاب ہے، اس کو پڑھتے ہوئے ادب کی مختلف اصناف کی جھلک دِکھائی دیتی ہے۔ کہِیں کہِیں یہ ذاتی ڈائری کا رنگ لیے ہوئے بھی ہے، جس میں بالکل نجی قسم کی چیزیں ہیں، اِن کے احوال میں اہم اور غیر اہم جُزئیات مل جاتی ہیں۔ اگر اظہر غوری ہر نظم کے نیچے تاریخ لکھ دیتا تو ہم اِس کی تاریخی تعمیر بھی کر سکتے تھے۔ کہِیں کہِیں اِس کا پھیلاو ناول کا سا ہے، جس میں پلاٹ، کردار اور اُن کے درمیان تناو کی کیفیت بھی جھلکتی ہے۔ بعض مقامات پر یہ صُوفیہ کے ملفُوظات سے اس کا رنگ ملتا ہے جیسا کہ حِصّہ واصل کے مندرجات سے ظاہر ہوتا ہے کہ ان کی طبیعت کا جھکاو اس طرف معمول سے زیادہ ہے، اور اس طرح یہہ رُوحانی تجربہ کا سا رنگ اور اسرار لیے ہوئے ہے"۔(1)

ہمہ جہت ادبی شخصیت اظہر غوری اپنی ذات میں انجمن کی حیثیت رکھتے ہیں۔ وہ بیک وقت شاعر، نقاد، مدیر، محقق اور صحافی جیسی تمام خوبیوں سے مزین اچھّا اور باعمل انسان بھی ہیں، جو ہمہ وقت اہلِ حلقہ کی خدمت کے لیے مصروفِ عمل نظر آتے ہیں۔ اندرونِ خانہ ان کی شخصیت کی بات کی جائے یا بیرونِ خانہ، وہ ہر اعتبار سے واجب الاحترام واجب الاحترام ہر دلعزیز اور انسان دوست شخصیت ہیں۔ دوسروں کے ساتھ اس محبّت اور ایثار کے جذبے کے بارے میں ممتاز غزل گو، نقّاد پروفیسر محمد خالد رقم طراز ہیں:

"مجھے تو بس یہی محسُوس ہُوا کہ یہاں اپنے رنگ ڈھنگ میں شاعر اپنے اُسی منصب کو نبھا رہا ہے جو شاعر کا اصل منصب ہُوا کرتا ہے، یعنی دُنیا سے انتشار کو ختم کر کے تہذیبی رشتوں کے فروغ کی خواہش کرنا اور دُنیا سے ظُلم اور جہالت کو ختم کر کے امن اور روشنی کو فروغ دینا۔ اگر ہم بات کو مختصر کرنا چاہیں تو یہ بھی کہہ سکتے ہیں کہ شاعر کائنات میں محبّت کا غلبہ دیکھنا چاہتا ہے۔"(2)

اظہر غوری بطور شاعر مثلث کے زاویوں کی طرح فطرتِ انسانی، سماج اور خدا کے درمیان اُس رابطے کو اُستوار کرنے کے قائل ہیں جو اشرف المخلوقات کی بقا کا باعث ہے۔ ممتاز پروفیسر ڈاکٹر سعادت سعید اظہر غوری کے اسی پہلو کے بارے میں لکھتے ہیں:

"اظہر غوری کی شاعری کو نظری تناظر میں پرکھا جائے تو آسانی سے معلوم ہو جائے گا کہ یہ جدل کے ایک لامتناہی سلسلے کی نمایندگی کرتی ہے۔ اِس جدل میں سماجی اور کائناتی زندگی کے ساتھ ساتھ شاعر کی ذات بھی مُعاندانہ اِستفسار کا نشانہ بنتی ہے۔ شاعر نیچر، اِنسان اور سماج کے احوال و مُعاملات سے نبرد آزما ہونے میں ہی اپنی بقا دیکھتا ہے۔ اُسے دام و دد کے مفتوحہ ماحول میں اِنسان کی تلاش رہتی ہے۔ وہ اپنے مقصد کی حُصُولی کے لیے لفظی صف بندی کرتا ہے اور دُشمن کو نیست و نابُود کرنے کی ٹھانتا ہے۔ اُس کا سابقہ کئی دُشمنوں، جنگی میدانوں اور معرکوں سے پڑتا ہے۔ غمِ عشق و غمِ روزگار کی مُتعدّد عظیم لڑائیاں اُس کا مُقدّر بنتی ہیں۔ شاعری اُس کے لیے سِپہ گری ہو جاتی ہے اور

ذریعۂ عزّت ٹھہرتی ہے۔ شاعر کا جدل مشرُوط نہیں غیر مشرُوط ہوتا ہے، اِس لیے جاری رہتا ہے۔ وہ ایک نوع کا جِہاد کرتا ہے۔ اُس کا علم جَدلی مُطالعوں کا نتیجہ ہوتا ہے۔"(3)

رائیٹرز ایسوسی ایشن لاہور کے سیکرٹری اور ملٹی میڈیا افیئرز کے بانی، شاعری کے منفرد اور دلکش تجربات کے حامل اظہر غوری ایک سنجیدہ شاعر ہیں جن کی ادبی خدمات کو نہ صِرف عہدِ حاضر بل کہ آنے والے دور میں بھی یاد رکھا جائے گا۔ اظہر غوری نے عِلم و اَدَب کی خدمت کو اپنا اوڑھنا بچھونا بنایا ہُوا ہے اور اس کی ترویج و اشاعت کے لیے ملٹی میڈیا افیئرز کا قیام عمل میں لانے کی ایک وجہ بھی یہی خدمت ہے۔ شاعری اور مضمون نویسی ان کے اَدبی سفر کے اہم پہلو ہیں۔ شاعری کے تناظر میں اگر دیکھا جائے تو ان کی صِرف ایک تخلیقی کتاب ہی منصۂ شہود پر آئی ہے مگر شاعری کے تخلیقی تواتر اور تسلسل کے حوالے سے بہت سا کلام غیر مطبوعہ شکل میں ان کے گھر کے مختلف کونوں کھدروں میں موجود ہے جس کو یک جا کر کے کئی کُتُب تالیف کی جاسکتی ہیں۔ مزید برآں ادبی تنقیدی مضامین پر مشتمل ان کا ضخیم مجموعہ کئی جِلدوں پر مشتمل ہو سکتا ہے۔ اُنھوں نے ۲۰۰ سے زائد کُتُب کی ایڈیٹنگ کے فرائض سرانجام دے کر ادب کے دامن کو دُرُست اُردُو زُبان اور معیاری اِملا کی دولت سے بھر دیا ہے۔ اظہر غوری نے نظم اور غزل دونوں میدانوں میں مختلف ہیئتوں میں نئے لسانی اور معنوی تجربات کیے ہیں۔ ان کا پہلا مجموعۂ کلام بعنوان "اظہر غوری کی نظمیں: غیر مشروط محبّت" میں ہیئتوں کے یہ تجربات دیکھے جاسکتے ہیں۔ ان کے کلام میں وجدانی سرمستی، آمد یا الہامی کیفیت کارفرما دکھائی دیتی ہے جس کے باعث اظہر غوری کا فن اپنی معراج پر دِکھائی دیتا ہے۔ اظہرغوری نے باہمی مفاداتی رِشتوں کی نفی کرتے ہوئے زیادہ بے بسی اور بے کسی کی بنا پر قائم رِشتوں اور اِنسانیت کے ساتھ بے لوث، بے غرض اور غیر مشروط محبّت پر اصرار کیا ہے۔ اور یہ کوشش نہ صرف ایک شعر میں ہے، پوری نظم میں ہے بل کہ پوری کتاب میں، اظہرغوری اس تجربے کو اپنی تخلیقات کے موضوعات کے ساتھ ساتھ اپنی عملی زندگی میں بھی برقرار رکھنے میں کامیاب نظر آتا ہے۔ اظہر غوری کی نظم بعنوان "بُلبُلِ ہزار داستان کی بشارت" ملاحظہ کریں:

"کون کہتا ہے ہم
اِس جہاں سے صنم
ہاتھ مَلتے ہُوئے، دِل مسلتے ہُوئے
سُوے شہرِ عدم، کُوچ کر جائیں گے

☆☆☆

کون کہتا ہے یاروں کی محفِل نہ ہو
کِس کو تیری جُدائی گوارا ہُوئی
کون بُھولا ترے ریشمی لمس کو
کون پیوستہ لمحوں سے ٹُوٹا کبھی
جانتی ہو کہ نیشِ فِراقِ بدن

کوری مِٹّی کے پیکر کو ڈس جائے گا
وصل میں ڈُوبتے پَل کی دُوری میں وہ
گم شُدہ کل کی تصوِیر بن جائے گا
☆☆☆"(4)

اظہر غوری نے انسانوں کے ظاہری و باطنی رویّوں اور خود غرضی کی بدولت مختلف کرداروں کے ردِّ عمل پر افسردگی کا اظہار کرنے کے بجائے بداعمالیوں میں مبتلا کرداروں کی وَجہِ تخلیق کے مقصد کو پیش کر کے مایوسی کے بجائے اُمّید کی کرنوں کو بکھیرا ہے۔ اس نے اپنی سماج میں بدکرداری کی ترویج میں مصروفِ عمل کرداروں کی نقاب کشائی کر کے اِن کی اصلاح کا کام بھی کیا ہے۔ اظہر غوری تمثال دار آئینہ گری کے فرائضِ منصبی سے عہدہ برآ ہُوا ہے، جب قاری ان کی شاعری کو پڑھتا ہے تو اُسے اپنا عکس دِکھائی دیتا ہے جس میں جابجا اِنسانی دُکھوں کے چہرے نظر آتے ہیں۔ قاری کو جگہ جگہ انسانی، ماحولیاتی، ارضی اور فلکیاتی المیوں سے واسطہ پڑتا ہے اور اس کے ذہن میں بے شمار سوالات اُبھرتے ہیں۔ قاری کو معاشرے کی تلخ حقیقتیں اور کرخت تصویریں نظر آتی ہیں۔ در اصل سبھی انسانی مصائب اور مسائل اپنے اندر مثبت نتائج پر مبنی حل بھی سمیٹے ہوئے ہیں، جن کی جانب جابجا اظہر غوری نے نہ صرف اشارہ کیا ہے، بل کہ وہ اپنے قاری کو ابتداے سفر پر ہی ایسی راہ پر الوداع کہتے ہیں، جو واقعتاً اسے اپنی منزلِ مُراد کی سمت ہی لے جانے والی ہو۔ اظہر غوری کی نظم بعنوان "کائنات" میں کہتے ہیں:

مادّہ اپنے اہداف مُکمّل اور اپنی منازِل سر کر چُکا
نامیاتی بادلوں، گیس اور دُھول کے لیے
کسی بھی مخصوص وقت، مرحلے، موڑ یا موقع پر
سِتاروں کی اتھاہ تاریکی میں ایک نئی دُنیا جنم دینا بہُت آسان ہے
لیکن اِنسان کے لیے محبّت کرنا بے حد مُشکِل عمل ہے
محبّت بھی سِتاروں کی مُشترکہ حِکمتِ عملی سے معرضِ وُجود میں آئی، اور
میرے ساتھ اِس دُنیا میں بارغبت و مسرت آباد ہے
کروڑوں برس سے محبت بھی فریب و جہل میں مُبتلا
اِنسانوں کی طرح اِرتقائی مراحل طے کرنے کی خاطر کوشاں ہے
یہاں سب کو اپنے لیے کوئی نہ کوئی مُنافع بخش کاروبار مل ہی گیا
فقط نفرت کی حوصلہ شِکنی اور محبّت کی ہِمّت افزائی کے کارِ خسارہ کو
مَیں نے اپنے لیے کُل وقتی روز گار بنا لیا
کہ ابھی ہمارے اہداف اور منازِل کے درمیان کئی نُوری صدیوں کا فاصِلہ ہے(5)

اظہر غوری نے انسانی زندگی کو براہِ راست اثباتیت سے ہم کنار کرنے کا جتن کیا ہے۔ ان کی دانش سے مستفید ہونے

والا قاری کسی بھی مصیبت کو خاطر میں نہیں لاتا، نہ ہی کسی پریشانی کو گلے لگا کر چھٹکارے کی اُمّید و بیم کا شکار رہتا ہے۔ وُہ صبر، برداشت، خندہ پیشانی اور تدبر سے مشکل کشائی کی تدبیر کرنے کا گُر عطا کرنے والے گُرو ہیں، جو کسی خطابت یا وعظ کے بغیر ہر فرد یا قاری کے قلب کو اطمینان بخش دیتے ہیں۔ اظہر غوری کا فن بھی اُن کی شخصیت سے ہم آہنگ ہے، وہ سائنس اور ٹیکنالوجی کے مانند اپنے قاری کی زندگی کو سمارٹنیس سے لیس کر دیتے ہیں۔ یہی سمارٹنیس ہے، جو روزمرہ زندگی کے آلۂ کاروں کو گراں قدر راحتوں اور آسائشوں کا ذریعہ بنا دیتی ہے۔ اُردو اَدب کی کئی نام وَر شخصیات نے اظہر غوری کو انسانیت سے محبّت کرنے والا، مثبت، ترقّی پسندانہ اقدار کی پاسداری کرنے والا اور بے لوث خدمت کرنے والا مصلح قرار دیا ہے۔ امتیاز احمد گھمن اپنے مضمون بعنوان "غیر مشروط محبّت: تعلقِ حیات کی توانا صدا" میں بیان کرتے ہیں:

> "غیر مشرُوط محبت" کا شاعر افرادِ مُعاشرہ کی فِطری اور فِکری قوّت کو یک جا کر کے اُنھیں گوشہ نشینی اور خوشہ چینی کی بُھول بُھلیّوں سے نِکال کر نئی زندگی اور نئے جذبوں سے آراستہ کرنا چاہتا ہے کہ اِس کی راہ نُمائی کا فریضہ یُوں ہی ادا ہو سکتا ہے۔ اِن نظموں کے موضوعات میں جہاں حرارت اور شِدّت کم ہوتی ہے اور جہاں محبّت میں کسی بھی نوع کا تعلُّل در آتا ہے، وہاں وہاں بہ ظاہر شِکست کے صدمے سے حقیقی معنوں میں نیا ولولہ جنم لیتا ہے۔ بقا کی یہی اُمّید "غیر مشرُوط محبت" کے فِکر، جذباتیّت، حساسیّت اور وجدانیّت کا تعارُف نامہ مُرتّب کرتی ہے۔ اظہر غوری نے ہمارے تہذِیبی شُعُور کی بسیط اور مُحال جِہات کا سُراغ لگا کر محبّت کا ایک ایسا فلسفہ تشکیل دِیا ہے، جو تعلُّق کی نااُستواری، وُجُودی رِشتے کی خواہش اور سماجی تعقّل کے تجزیے سے معمُور ہونے کے ساتھ ساتھ اُردُو شاعری کی کہکشاؤں میں گُوناگُوں اِستعاراتی اور معروضی ہائرارکی پر مبنی ایک نئی دُنیا کی سہ جہتی سے رُوشناس کرواتا ہے۔ اُس کے ہاں کہِیں "حاصل" کی اُمنگ ہے تو کہِیں "فاصِل" کی جنگ اور کہِیں "واصل" کا رنگ مِلتا ہے"۔(6)

اس مضمون میں اظہر غوری کی ادبی جہات کا مختصراً جائزہ لینا مقصود ہے۔ ان کی شاعری اور ادبی جہات کے مطالعے سے مَیں اِس نتیجے پر پہنچی ہُوں کہ ان کی تخلیقات اور تنقیدات کا مطالعہ بہت وسیع ہے جس کی فلک بوس بلندی اور سمندر روں جیسی گہرائی قارئین کو حیران و ششدر کر دیتی ہے۔ اظہر غوری نے جِدّت و نُدرت کے سمُندر میں غوطہ زن ہو کر نہ صرف برق رفتاری سے بدلتے ہوئے سماجی، سیاسی، معاشی، اخلاقی اور سائینسی موضوعات کو گرفت میں لیا ہے بل کہ ان میں قلندرانہ و فلسفیانہ فکر، جو دراصل ان کی شخصیت کا خاصّہ ہے، کو بھی پسِ پشت نہیں ڈالا۔ اظہر غوری کو جلبِ زر سے کوئی علاقہ نہیں، نہ ہی اُنھیں نام و نمود کی کوئی خواہش ہے۔ ابتدا میں منتظمین کی دعوت پر اُنھوں نے چند مشاعروں میں شرکت کی، تاہم وہ اس روایت کو نمائشیت اور شہرت پرستی سے تعبیر کر کے جلد ہی خلوت پسندی پر مائل ہو گئے۔ اُنھوں نے کسی بھی ادبی رسالے اور جریدے میں اپنی شاعری اشاعت کے لیے نہیں دی، نہ ہی وہ اکثر شاعروں کے مانند ہر کسی کو اپنی شاعری سُنانے کے درپے رہتے ہیں۔ "اظہر غوری کی نظمیں: غیر مشروط محبّت" بھی اُن کے ایک دوست اور مدّاح ریاظ (جو کہ مصوّر اور ناول نگار بھی

ہیں) کی سعیِ مسلسل سے شائع ہوئی تھی۔ ریاظ احمد نے اپنے پیش لفظ بعنوان "انسان کا گم شدہ اثاثہ: غیر مشروط محبّت" میں لکھا ہے:

> "غیر مشرُوط محبت" کے خالق اظہر غوری معرُوف صحافی، نقّاد، دانش وَر اور بے مِثال شاعر ہیں۔ نو جدلیاتی فلسفہء محبت کی تشکیل کے ضِمن میں اُن کی دانش عالمی سطح پر فروغ پا رہی ہے۔ جب اظہر غوری کی شاعری پڑھنے کا موقع مِلا تو مَیں نے پہلی خواندگی ہی میں جان لیا، اور اِس امر پر اِکتفار کر لیا کہ یہ مجموعہء کلام ہماری روز مرّہ زندگی کے موضُوع، معرُوض اور اسلُوب کا عُروج ہے۔
> سو مَیں نے پنجابی اور اُردو کے پانچ مُسوّدوں میں سے اظہر غوری کے ایک مجموعہء کلام یعنی ""غیر مشرُوط محبت" کو PROJECT کے طور پر منتخب کیا، جو میری دانِست میں زندگی کے لیے ایک مُستقل منصُوبہ، بلکہ اِس سے بھی کُچھ زیادہ، کہ نسلِ فردا بھی اِس بُود و باش کو ایک مُثبت مقصد جان کر جاری رکّھے"۔(7)

اظہر غوری کے شب و روز کسی بھی صلے کی پروا کیے بغیر صِرف اور صِرف لکھنے، پڑھنے اور ادارت جیسے کاموں میں ہی جُتے رہنے میں بسر ہوتے ہیں۔

اظہر غوری کے کلام میں نہ صِرف ہیئت کے تجربات دِکھائی دیتے ہیں بل کہ اُن کی شاعری فکری لحاظ سے بھی اعلیٰ کلام ہے۔ مَیں نے اپنے مضمون کے ذریعے اِس عِلم و اَدَب کے بحرِ زخّار کے متعلق صِرف نکتہ آرائی کر کے نئے آنے والے محققین کے لیے ایک ایسے راستے کی نشاندہی کی ہے جس پر چل کر وُہ اِس عظیم فن کار کی شخصیت اور فن تک رسائی میں کامیاب ہو سکتے ہیں۔

اظہر غوری نے اپنی شاعری کو بالکل اولاد کی طرح پال پوس کر بڑا کیا اور یہاں تک کہ کم عمری میں وہ صاحبِ دیوان بھی ہو گئے۔ غیر مشروط محبّت کی تخلیق کے لیے انھوں نے جو محنتِ شاقہ برداشت کی یہ اُن ہی کا خاصہ ہے۔ اظہر غوری کی شاعری عورتوں اور مردوں کے یکساں حقوق کے لیے نعرہ زن ہے۔

۴۰۷ صفحات کی ضخامت پر مشتمل اظہر غوری کے مجموعۂ کلام بعنوان "غیر مشروط محبّت" کا پہلا ایڈیشن ۱۹۹۹ میں، دوسرا ایڈیشن دسمبر ۲۰۰۰ میں شائع ہوا تھا اور تیسرا ایڈیشن جنوری ۲۰۰۱ میں شائع ہوا تھا۔ غالباً اردو ادب میں غیر مشروط محبّت کا پہلا ایڈیشن بیسویں صدی کی آخری کتاب تھا، جب کہ اس کا تیسرا ایڈیشن اکیسویں صدی کی پہلی کتاب تھا۔ اس مجموعہ کلام میں کُل ۲۳۰ نظموں اور ۲ غزلوں (۲۳۲) کو تین ابواب میں تقسیم کیا گیا ہے۔ یہ نظمیں سلسلہ وار ہیں۔ پہلے حصے میں ۴۲، دوسرے میں ۱۰۶ اور تیسرے میں کل ۸۴ نظمیں موجود ہیں۔ اظہر غوری کا فلسفۂ محبّت یہ ہے کہ دنیا کا امن صِرف اُسی صورت میں قائم رہ سکتا ہے کہ مرد وزن کے درمیان بے لوث محبّت کے جذبوں کو نہ صِرف فروغ دیا جائے بل کہ یقینی بنایا جائے۔

اظہر غوری کی کتاب ادبی حلقوں میں اپنے اچھوتے اور منفرد اندازِ بیاں کی بدولت ایک الگ مقام و پہچان رکھتی ہے۔

اظہر غوری نے یک طرفہ سفلی ہوس کے مارے ہوئے، زلف ور خسار اور مختلف اعضا کے حسن کی للک میں مبتلا روایتی شعرا سے ہٹ کر ذہنی ہم آہنگی اور برابری کی بنیاد پر دو طرفہ بے لوث محبّت اور جذبوں کو فروغ دیا ہے۔ اظہر غوری کا شعری وصف اور اعلیٰ مقصد بیسویں صدی کے ادب میں نمایاں ترین اور منفرد حیثیت کا غماز ہے۔ یہ شاعری اظہر غوری کی آپ بیتی سے زیادہ ہمارے معاشرے کی جگ بیتی اور ثقافت و تہذیب کی بوطیقا ہے۔

اظہر غوری کا فلسفۂ محبّت اردو کے روایتی فلسفہ سے نہ صرف منفرد اور اچھوتا ہے بل کہ یکسر الگ ہے۔ وہ رشتوں کو کسی تاجر کی طرح پلڑوں میں نہیں تولتے بل کہ انھیں اخلاص، ایثار اور احسان کے ساتھ استوار کرنے پر ایمان رکھتے ہیں۔ وہ مرد و زن کے روایتی تعلق کے بھی قائل نہیں، لیکن ساتھ ہی ساتھ وہ اس بات کو بھی فوقیت دیتے ہیں کہ دنیا میں دیرپا اور ازلی امن تبھی قائم ہو سکتا ہے جب مرد اور عورت باہمی امن کے فلسفے سے آشنا ہوں گے۔ اُن کی کتاب کے بارے رائے دیتے ہوئے حلقۂ اربابِ ذوق کے سیکرٹری جنرل ممتاز ناقد اور نثری شاعری کے یکے از بانی شاعر مُبارک احمد لکھتے ہیں:

> "اظہر غوری نے جس طور اپنے تجربے کو دقیق و نادر لفظیات اور یکتا مُنفرد اسلوب میں سجایا سمویا، وہ جہاں اُس کی فنکارانہ Craftmanship کا بجا طور حصہ ہے، وہاں تجربے کی نوعیت، انفرادیت اور گہرائی کے اظہار کے لیے ضروری بھی۔ اس تجربے تک رسائی کے لیے برپا سماجی صورتِ حالات میں انسانی رشتوں کی جس Deep Understanding اور فن کی جس گہری آشنائی کا ہونا ضروری ہے اُس کا وفور ہی اس کی شاعری کے سچے قاری کی پہچان ہے۔"(8)

قابلِ ذکر ہے کہ دورانِ تعلیم انگلش میں پہلی جماعت سے لے کر ایم اے تک سپیلنگ پر خصوصی توجّہ دی جاتی ہے اور املا کی غلطی پر نمبر بھی کٹتے ہیں، جب کہ اردو زبان میں تین دہائیاں قبل تک خوشخطی کے اضافی نمبر تو ملتے تھے لیکن املا کی غلطی پر کسی بھی مادرِ علمی میں خاطر خواہ توجّہ نہیں دی گئی جس کے نتیجے میں ہر فرد اپنی مرضی کی اِملا بنالیتا ہے، تلفظ ادا کرتا ہے اور لکھ لیتا ہے۔ جہاں کسی لفظ کے آخر میں الف آنا ہو وہاں ہ لگا دے گا، یا ظ، ذ، ز، ض کے حروف خلط ملط کر دے گا، یا پھر ی کی جگہ ء لگا دیا جاتا ہے۔ اس طرح کے بہت سے مسائل ہیں اردو زبان کے ساتھ۔ ۱۹۷۳ کے آئین میں کہا گیا کہ دس سال میں اردو کو قومی زبان کے طور پر نافذ کر دیا جائے گا لیکن آج تک یہ ممکن نہ ہُوا۔ اردو کی اہمیت کو مدِ نظر رکھتے ہوئے اظہر غوری نے اردو زبان و املا کی اصلاح و صحت پر توجّہ دیتے ہوئے دو سو سے زائد کُتب و کلیات کی زبان کی اصلاح کی۔ اردو زبان کی لسانیات کے حوالے سے خدمات کے ضمن میں ابتداً اظہر غوری نے ممتاز شاعر، ناقد اور استاد "جیلانی کامران کی نظمیں (کلیات)" "استانزے"، "نقشِ کفِ پا"، "چھوٹی بڑی نظمیں"، "دستاویز"، "باغِ دنیا"، "اور نظمیں"، "مزید نظمیں" کی املا و اصلاح کا کام بھی کیا۔ گورنمنٹ کالج یونی ورسٹی لاہور کے پروفیسر ایمرائیٹس جیلانی کامران اپنی کلیات بعنوان "جیلانی کامران کی نظمیں" کے دیباچے میں اظہر غوری کی ان خدمات کا اعتراف کرتے ہوئے رقم طراز ہیں:

> "نظموں کو یکجا کرنا، اُن کے پروف پڑھنا اور بعض مقامات پر نظر ثانی کرنا ایسا کام تھا، جو شاید تنہا مجھ سے ممکن نہ ہو سکتا تھا۔ اِس سارے کام میں اظہر غوری نے میری مدد کی۔ اُنھوں نے اِملا کی حرفی

اشکال کے بارے میں بھی مشورے دیے، اِس لیے اگر کہیں اِملا کی اغلاط نظر آئیں تو وہ میری ہوں گی۔ اظہر غوری ایک بالغ نظر شاعر اور با اعتماد سکالر ہیں۔ اور اِملا کے فن پر اُن کی رائے سے اختلاف کرنا آسان نہیں ہے، میں اُن کا شکر گزار ہوں، اور ساتھ شکر گزار ہوں پروفیسر محمد خالد کا، جنھوں نے نظموں کو طباعت میں جانے کے قابل قرار دیا۔ نظموں کے متن کی کلیئرنس کے لیے مَیں پروفیسر صاحب کا اور اظہر غوری کا ممنون ہوں۔ اظہر غوری نے جس خلوص کے ساتھ طباعت کا اہتمام کیا، مَیں اُس کا اُسی طرح معترف ہوں، جس طرح باپ بیٹوں کی محبّت کے معترف ہوتے ہیں۔"(9)

اظہر غوری کے خیال میں شاعر کو ایک مصلح، ہادی، سنجیدہ دانش ور، جہت نما اور اپنے سامع یا قاری کو ارتقائی عمل سے وابستہ کرنے کے محرک کا کردار اپنانا چاہیے۔ شاعر کی تخلیقی تحریک سے اجتماعی شعور، سماجی کلچر، فلسفیانہ اثباتیت، تکنیکی و سائینسی ارتقا میں حائل رکاوٹیں دور ہو جانی چاہییں، کہ شاعری بے مقصد بادیہ پیمائی کے بجائے منزلِ مقصود کی جانب لے جانے والا سفر ہے۔ اظہر غوری شاعر، ناقد اور صحافی کے ساتھ ساتھ اپنے ایک کے بعد ایک دوستوں کے پبلشر بھی ٹھہرے۔ کام کے دباو کے باعث انھوں نے کُتُب کی تصحیح اور معیاری اردو زبان کے فروغ کی خاطر "رائیٹرز ایسوسی ایشن لاہور" کی بنیاد رکھی، مگر ان کے زبان دان ادیب دوست صرف وقت گزاری کے لیے ہی ان کے ہاں جمع ہوتے تھے، کوئی ایک بھی عملی طور پر مذکورہ مقصد میں شریک نہ ہوا، سبھی زبانی کلامی ہامی بھر کر پیچھے ہٹ گئے۔ یوں اظہر غوری گذشتہ دو دہائیوں سے مسودات کی ادارت اور تصحیح کے فرائضِ منصبی سے تنِ تنہا ہی عہدہ برآ ہو رہے ہیں۔ انھوں نے "مجلسِ ترقّیِ ادب" اور "ملٹی میڈیا افیئرز" کے علاوہ بھی دیگر بہت سے اداروں کی شائع کردہ کُتُب کی تصحیح و ادارت کے ضمن میں بے شمار امور نمٹائے۔ تاہم انھوں نے دو صد سے زائد کُتُب کی زبان و بیان اور املا کی تصحیح کر کے انھیں اپنے ادارے سے شائع کیا۔

اظہر غوری نے اپنا ادبی و صحافتی سفر ۱۹۷۹ میں آغاز کیا۔ وہ گذشتہ پینتالیس برس سے بے منزل عازمِ سفر ہیں، مسلسل ان تھک مقصدی، بنجاراپن سے ناواقف، سیاحی سے ناآشنا۔ ان کے غیر مختتم سفر میں کہیں خیمہ نشینی ہے، نہ پڑاؤ اور نہ ہی عیش و نشاط، آرام و خواب کی کوئی خواہش محسوس کی جاسکتی ہے۔ اظہر غوری ایک صاحب تصوُّر، نظریاتی راہنما ہیں، جسے کسی جرس کی جستجو ہے، نہ کسی کارواں کا انتظار، کتنے ہی ہمراہی اور ہمسفر ملے اور پھر بچھڑ گئے، مگر ان کی ثابت قدمی میں کسی تزلزل کا شائبہ تک نہیں۔

اظہر غوری کو ۲۰۲۰ء میں لاہور پریس کلب کی جانب سے لائف ممبر شپ کا اعزاز عطا کیا گیا۔ قبل ازیں وہ ۱۹۸۹ سے لاہور پریس کلب کے کونسل ممبر تھے۔ ۲۰۱۹ سے چار برس تک اظہر غوری لاہور پریس کلب کی لٹریری کمیٹی کے رکن کے طور پر ادبی روایت و ثقافت کو فروغ دینے میں مگن رہے۔ یہ امر بھی قابلِ ذکر ہے کہ لاہور پریس کلب کے زیرِ اہتمام منعقد ہونے والے "حلقۂ ادب و صحافت" کے ہفتہ وار بیش تر اجلاس اظہر غوری کی زیرِ صدارت ہوتے رہے۔ اظہر غوری لاہور پریس کلب کے "ادبی مجلہ" کے مدیر بھی رہے۔ لاہور پریس کلب کی ۴۰ سالہ تاریخ میں پہلا ادبی مجلہ اظہر غوری کی

ادارت میں ہی شائع ہوا۔ اظہر غوری ۱۹۹۰ سے تاحال پنجاب یونین آف جرنلسٹس لاہور کے ممبر بھی ہیں۔

اظہر غوری ۱۹۹۹ سے تاحال رائٹرز ایسوسی ایشن لاہور کے سیکرٹری کی حیثیت سے ملٹی میڈیا افیئرز کے زیرِ انتظام شائع ہونے والی کتب کی لسانیاتی اصلاح و ادارت کے فرائض سے بھی عہدہ برآ ہو رہے ہیں۔ رائٹرز ایسوسی ایشن لاہور کے پہلے تاحیات صدر ممتاز شاعر اور ناقد پروفیسر جیلانی کامران مرحوم تھے، پھر معروف دانش ور اور نقاد عابد حسن منٹو رہے، جب کہ موجودہ صدر پروفیسر ڈاکٹر ضیاءُ الحسن ہیں۔

اظہر غوری کے مجموعۂ کلام "غیر مشروط محبّت" کی تمام نظموں میں ایک نامیاتی وحدت اور کلیّت پائی جاتی ہے۔ اس میں مرکزی نکتہ تو محبّت ہی ہے جس کے محور میں شاعر کا تمام تر فکری اور تخیلاتی نظام گردش کرتا نظر آتا ہے۔ انسانی وجود اور اس سے متعلق تمام رشتوں کی بنیاد مرد و زن کے باہمی رشتوں کی بدولت ہی موجود ہے۔ اظہر غوری اس فلسفہ پر یقین رکھتا ہے کہ اگر کائنات میں ازلی اور ابدی امن اور موافقت دیکھنا چاہتے ہو تو مرد و زن، جو اس معاشرے کے مرکزی ارکان ہیں، کے درمیان ایسا رشتۂ محبّت پیدا کیا جائے جس میں لالچ، غرض پسندی، کینہ پروری اور کم مایگی کے رویّوں کی نفی اور معاشرے کے ایک ایسے وجود کی تخلیق نمو پاسکے جس کے لیے اللہ تعالیٰ نے اس کائنات کو تخلیق کیا ہے۔ اور ایسا تب ہی ممکن ہے جب مرد اور عورت کے درمیان تعلقات بہتر ہوں کیوں کہ یہ دونوں مرکزِ کُل ہیں۔ اظہر غوری کا شمار اکیسویں صدی کے معدودے چند اہم نظم گو شعرا میں کِیا جا سکتا ہے وہ اپنے عہد کا ہی نہیں بل کہ اردو نظم کی روایت میں منفرد اندازِ بیاں کا شاعر ہے۔ وہ اپنی منفرد اور غیر روایتی شاعری کو کلاسیکی بنیادی لوازمات کے مانند تخلیقی ذمہ داری سے پیش کرنے کے نہ صرف قائل ہیں بل کہ اس ضمن میں درکار علوم و ہنر سے بھی واقف ہیں۔ وہ جدید افکار کی حوصلہ افزائی کرتے ہیں۔ فکری و فنی اعتبار سے ان کی شاعری بلاشبہ پختہ اور لائقِ ستائش ہے۔ اُنھوں نے کم و بیش تمام تر انفرادی و معاشرتی، عالمی اور آفاقی مسائل پر قلم اُٹھایا اور زندگی کے بہت سے معاملات کو مختلف زاویوں سے کھوج اور جانچ کر نتائج اخذ کیے۔ یہی وَجہ ہے کہ اُن کی نگارشات اصناف، ہیئتوں اور اسالیب کا متنوع امتزاج ہونے کے علاوہ خیالات و افکارِ قدیم و جدید اور منفرد تخلیقی شعور سے مزین دکھائی دیتی ہے۔

پروفیسر ڈاکٹر ضیاءُ الحسن اپنی کتاب "جدید اردو نظم - آغاز و ارتقا" میں رقم طراز ہیں:

> "اظہر غوری نثری نظم کے شاعر ہیں لیکن ان کے مجموعۂ نظم "غیر مشروط محبّت" میں عروضی نظمیں بھی ہیں۔ ان کا یہ مجموعہ موضوعاتی نظموں پر مشتمل ہے جس میں انھوں نے اپنے عہد کی زندگی کو اس کے پھیلاو سمیت غیر مشروط محبّت کے استعارے میں دیکھا ہے۔ ان کے خیال میں اعلیٰ انسانی معاشرہ صرف اور صرف غیر مشروط محبّت سے قائم ہو سکتا ہے۔ یہ ایک بالکل نئے وژن کی شاعری ہے۔ انھوں نے نثری نظم کا ایک بالکل نیا اور منفرد آہنگ دریافت کِیا ہے۔ انھوں نے نظم کی تعمیر میں غیر شعری عناصر کو بہت چابک دستی، ہنر مندی اور تخلیقی انداز میں استعمال کِیا ہے اور نظم کی ایک انوکھی فضا تعمیر کی ہے۔"(10)

اظہر غوری کی شاعری کا صوتی آہنگ اور معنوی نظریہ نہ صرف اُنھی سے معنون ہے، بل کہ ان کے ہاں ملنے والا

روزمرہ، محاورہ، کہاوت، ضرب المثل، تلمیح اور بالخصوص لسانی تشکیلات بھی نئی بلاخیز تجسیمِ نو اختیار کر لیتی ہیں۔ اظہر غوری نے "غیر مشروط محبّت" کو انسانی معاشرت پر منطبق کر کے شاعرانہ استعارہ اور فلسفۂ حیات کی اصطلاح کے طور پر فافذ کر دیا ہے۔ یوں غیر مشروط محبّت ازلی و ابدی تناظر میں راسخ ایک منفرد معاہدۂ عمرانی یا تخلیقی شریعت کی طرز پر وارد ہوئی ہے۔ مندرجہ ذیل واقعتاً از منۂ دیروز و امروز کے منشور کی طرح دورانِ خواندگی نظری، فکری اور احساساتی سطحوں پر قاری کو کاملاً اپنی گرفت میں لے لیتی ہے۔ اقتباس ملاحظہ کیجیے:

ہمیں محبّت نے ہی
پیداواری عمل میں شرکت پر آمادہ کیا
دیکھو! محروم دُنیا کے جذبات خود مختاری پانے لگے
حقائق کی سواری مَنصّۂ شہود پر پہنچ رہی ہے
رفتہ رفتہ زاویۂ حیات پر تیسرا خط کھنچ رہا ہے
محروم دُنیا کی تیسری آنکھ کُھل رہی ہے
دم بدم اُجلی صُبح کے آثار نمودار ہو رہے ہیں
اِستعمار کے گھٹاٹوپ اندھیرے چھٹنے لگے
مزاحمت کاروں کے دل کی دھڑکن اور تیز ہوئی
محروم دُنیا میں بے یار و مددگار کوئی نہ رہے گا
حاکم در حاکم اسیر رعایا سے کہنا:
تم ہی آیندہ آزادی کی ضمانت، اور
پایندہ آبادی کی علامت ہو"
(منشور)(11)

درج بالا نظم میں اظہر غوری نے عہدِ جدید کے اس غلام ساز صنعتی معاشرے میں جہاں انسانوں کی جگہ آٹو میشن نے لے لی ہے، کا ذکر عوام کے آزادانہ طرزِ زیست سے مشروط کیا ہے۔ اس عہدِ مادیت میں اظہر غوری محبّت کے فلسفے کی صداقت، سچائی اور اخلاص کو لوث، بے جا شرائط، تحفظات، پابندیوں، قسموں، وعدوں اور ضمانتوں جیسے منفی رویّوں سے کنارہ کش رہ کر ہر طائفۂ انسانی میں صرف اور صرف محبّت پر یقین دیکھنے کی خواہش رکھتا ہُوا اپنے فکر کی منزل کی طرف گامزن ہے۔ اظہر غوری اس فلسفہ پر یقین رکھتا ہے کہ اگر کائنات میں ازلی اور ابدی امن اور موافقت دیکھنا چاہتے ہو تو مرد و زن، جو اس معاشرے کے مرکزی ارکان ہیں، کے درمیان ایسا رشتۂ محبّت پیدا کیا جائے جس میں لالچ، غرض پسندی، کینہ پروری اور کم مایگی کے رویّوں کی نفی اور معاشرے کے ایک ایسے وجود کی تخلیق نمو پا سکے جو کسی سے برتر ہونے کے بجائے سبھی کا ہمسر ہو، جو کسی سے مقابلے کرنے اور دوڑ جیتنے کا جذبہ تج کر سبھی کا ہمسفر بنے اور ہم راہ چلنا چاہے، جو دوسروں کو استعمال اور استحصالِ

ناجائز کی کوشش نہ کرے، بل کہ ہر ایک کے لیے ہمدم، ہمدرد اور مخلص رفیق جیسا ہو، جو مطلب براری کے بالعکس مددگاری پر یقین رکھتا ہو۔ اور ایسا تب ہی ممکن ہے جب مرد اور عورت کے باہمی تعلقات صلحِ کُل اور امدادِ باہمی سے مملو ہوں کیوں کہ یہ دونوں نہ صرف ایک دوسرے کا جزوِ لاینفک ہیں بل کہ مرکزِ کُل ہیں۔

اظہر غوری کا شعری کلام ایک باعمل صوفی، دانش ور اور عاشق کے فلسفہ و فکر کی پُر بصیرت نورانیت کی طرح کائنات میں موجود وحدہٗ لاشریک کی بے شمار نشانیوں کا عکس پیش کرتے ہوئے پاکیزہ روحانی خیالات و جذبات سے مزین نظر آتا ہے۔ اظہرغوری کے مطابق جسمانیت اور روحانیت ایک ہی ذرّے کے لازمی عناصر ہیں اور ہمیں اس کی شاعری میں جابجا ایسے تخیلات ملتے ہیں جہاں شہود اور وجود یکساں و ہمسر وحدت میں ڈھلے ہوئے ہیں۔

اظہر غوری کا مطمحِ نظر ہے کہ فقط نفسیاتی طور پر مریض فرد ہی خواہش مند ہوتا ہے کہ کوئی دوسرا اسے چاہے، وگرنہ کوئی نارمل فرد مفعول معشوق کے بجائے فعال عاشق کے کردار کو منتخب کرے گا، جو ذاتی مفاد کی نسبت اجتماعی ترقّی پر یقین رکھتا ہے، وہ کسی بھی نوع کے تعصب، حسد، رقابت، چشمک یا مناقشے کا تصور بھی نہیں کر سکتا، وہ اپنے محبوب کی طرح اوروں سے بھی خیرخواہی، مہربانی اور مددگاری شعار کرے گا۔ شاعر راہِ سلوک پر چلتے ہوئے اک سچے چاہنے والے (عاشق) کی طرح خود کو بے لوث پیش کرنے کے فلسفے پر یقین رکھتا ہے۔ شاعر کے مطابق پیار، محبّت اور عشق بے سُود، رایگاں، بِلا طمع اور بے لوث کیے جاتے ہیں، اِس رشتے میں منفعت بخش تجارت نہیں کی جاسکتی۔ اپنی نظم "عہد" میں وہ اپنے سچے جذبات کا ذکر ان الفاظ میں کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:

تُمھارا اثبات اور یہ ہنگامی اختلاط غنیمت ہے
اس کارگاہ میں، جسم تو کُجا
سوچ کا ملنا بھی ممکن نہیں
تُم چاہو، تو مَیں کسی دعوے کے بجائے تُمھیں اپنا آپ پیش کر سکتا ہُوں
کسی حلف سے زیادہ تُمھاری ذمہ داری اُٹھانا بہتر ہے (12)

اظہرغوری محبّت کے روحانی رشتوں کے برش سے کائنات کے کینوس پر ازلی رنگ بکھیرنے کی خواہش رکھتا ہے۔ شاعر کے خیال میں اللہ تعالیٰ نے کائنات کو محبّت کُل کے لیے تخلیق کیا ہے، اور وُہ رحیم اور کریم ہونے کی صفات کو اپنے بندوں میں دیکھنا چاہتا ہے۔ غیر مشروط محبّت کا نظریہ بھی اسی فلسفہ کو پیش کرتا ہے۔ اظہرغوری نے اپنے تخیل، ندرتِ خیال اور فکری تنوع کی بدولت جن استعاروں کو تشکیل دیا ہے وہ اس بات کے چشم دید گواہ ہیں کہ فنی محاسن اور اسلوب کے اعتبار سے وہ دورِ حاضر کے ایسے اہم شاعر ہیں، جنھوں نے فلسفۂ حیات کے موضوعات کو نئے مفاہیم اور نئے آہنگ کے ساتھ پیش کیا ہے، جس طرح عالمِ مجذوبی میں کوئی درویش مستانہ وار دنیا و مافیہا کی پروا کیے بنا محورِ قص ہو کر اپنے محبوب کی خوشنودی حاصل کرنے میں مست ہوتا ہے۔ اظہرغوری اپنے جذبۂ روحانیت سے سرشار احساسات میں اپنے عشق کی بزم سجا کر سرمستی اور بے خودی کی کیفیت کا اظہار کرتے ہیں۔ اظہر غوری کی نظم بعنوان "موازنہ" ہمیں مولانا روم کی درس گاہ میں دھمال کا سا تاثر دیتی ہے۔

رغبت، عالمِ تنہائی، خودی اور خود شناسی خدا شناسی کا راستہ ہیں۔ جو شخص اپنے وجود کی وجہ کو پالیتا ہے وہ راستی کا سفر طے کر لیتا ہے، کیوں کہ خودی اور خود شناسی کے مقامات اُسے پیدا کرنے والے کے ہیں۔ اپنے وجود کی وجہ کا پتا پالینے والے کو خدا ئرخرو ہونے کا موقع عطا کرتے ہوئے بحورِ قدیم وجدید کی بے کراں گیرائی اور گہرائی کے جواہرِ علم سے بھی نوازتا ہے۔

اظہر غوری کی نظم "خودداری" حمدیہ کلام ہے جو کہ ڈس ٹوپیا(Dystopia) یعنی روایت شکنی پر مبنی ہے۔ شاعر باور کرتا ہے کہ ازل سے انسانی بے بسی عبودیت کی بیساکھیوں پر کھڑی ہوئی یا لڑکھڑا رہی ہے۔ قادرِ مطلق کے ہوتے ہوئے بھی بیش تر پارسا لوگ خوراک، لباس، رہایش اور تمام تر بنیادی ضروریاتِ زندگی کے لیے ترستے رہتے ہیں۔ ازل سے اب تک انسان مناجات کے نتیجے میں اپنی دنیا کو جنت نظیر بنانے میں کامیابی سے ہمکنار نہ ہو پایا۔ انسانی زندگی سے ناجائز استحصال، حسد، لوٹ مار، فتنہ، فساد، جنگ اور محرومی کا سدّباب نہ ہو پایا۔ فرد جتنی تگ و تاز اور محنت و مشقت کرتا ہے، نتیجتاً اسے حاصل ہونے والا رزقِ حلال عشرِ عشیر بھی نہیں ہوتا۔ شاعر کے نزدیک اشرف المخلوقات ہونے کا شرف اس بات کا متقاضی ہے کہ وہ مجازی یا حقیقی خدا سے کچھ نہ چاہے۔ خدا قادرِ مطلق بھی ہے اور علیم و خبیر بھی، لہٰذا وہ ہی بہتر جانتا ہے کہ اس کی مخلوقات کو کیا درکار ہے۔ اور وہ واقعی جانتا ہے کس کو کیا، کب دینا ہے۔ شاعر کے نزدیک عزم بالجزم، سعی، کاوش، تگ و تاز، جدوجہد اور محنتِ شاقہ کے بغیر فقط تقدیر پر اکتفا، دعا کرنا، منّت ماننا، تقاضا کرنا منصب اشرف المخلوقات کے منافی ہے۔ اظہر غوری کی وہ نظمیں جن میں سائینسی استعارات اور تشبیہات کی فراوانی ہے، بالخصوص ادبی اصطلاح ڈس ٹوپیا کی نمایندہ ہیں۔ تاہم بباطن ایسی نظمیں صبر، قناعت، توکل، شکر گزاری اور کامل ایمان کا منشور پیش کرتی ہیں، جو فقر، استغنا اور روحانیت کی معراج ہے۔ اسی فلسفۂ خودی کا ذکر نظم بعنوان "خودداری" میں کچھ یوں ہُوا ہے:

کوئی مطالبہ کِیا، نہ منّت مانی
کوئی دُعا کی، نہ جزا چاہی
جو کُچھ مِل چُکا، بہت ہے
کبھی کوئی کمی نہ ہوئی
تو نے جسے میری سجدہ ریزی سے تعبیر کِیا
وہ عِجز بھی فقط مختارانِ عِشق تک محدُود رہا
ظاہر اور باطِن میں، جو کُچھ بھی میرا ہے
اصل میں سبھی تیرا ہے
تجھ سا غنی اور کوئی نہیں
ورنہ مَیں قِسمت کا دھنی کب رہا؟
تیرے دستِ غیب سے میری قُوّتِ بازُو تک
جو کُچھ ہے آسمانوں اور زمینوں میں

سراسر اپنے ہی پاس رکھ!
تجھ سے ہر مان کی وابستگی کے سِوا
مجھے مطلوب اور کیا ہونا ہے؟
تیری عبُودیّت میں میری معرفتِ نَفس شامل رہے
اور تیری رضا، میرے اِستغنا کی حامل
تُونے جس جس کو میری طلب جانا
وہ سب میرے عشقِ گُم گشتہ کی یادیں تھیں(13)

اظہر غوری اپنے دل کو مخاطب کر کے در پردہ ہر فرد کو یہ پیغام دے رہا ہے کہ نئی دنیا کی تشکیل، تعمیر اور تکمیل کے عمل کو پریشانیوں اور آزمائشوں کے باعث معطل یا موقوف نہیں کرنا چاہیے اور گردشِ دوراں کی نوحہ گری کے بجائے مثبت عملی اقدام جاری رکھنے چاہییں۔ مایوسی کو پس پُشت ڈال کر اپنے عزائم پر عمل پیرا ہونا ہی فردِ کامل کی علامت ہے۔

تلمیح وہ کردار ہوتے ہیں جن کا ہمیں تاریخی طور پر علم ہوتا ہے، جب کہ اساطیر وہ کردار ہوتے ہیں جو دیگر مذاہب یا قدیم قصوں میں موجود ہوتے ہیں جن کا ہمیں علم تو ہوتا ہے لیکن وہ داستانوی مفروضے ہوتے ہیں جو سینہ بسینہ چلتے رہتے ہیں اور ان کے اندر روحانی پُراسراریت موجود ہوتی ہے۔ اظہر غوری نے دیگر مذاہب میں موجود فرضی کردار جو ہمارے لیے تو مفروضہ ہیں لیکن ان مذاہب کے ماننے والوں کے لیے عقیدت اور عقیدہ کا درجہ رکھتے ہیں۔ ان میں دیوی دیوتا، قدیم بادشاہ، قدیم تہذیبوں، داستانوں کو اپنی اور معاصر صورتِ حالات میں گوندھ کر نیا شعری جہان اور تخلیقی اسلوب اختراع کیا۔

اقدار کی عالمگیریت، عالمی موافقت کی وکالت مثبت و تعمیری انتقاد اور صوفیانہ طرزِ احساس پر مبنی فکر و فلسفہ بطور تخلیق کار اظہر غوری کی فطرتِ ثانیہ ہے۔ وہ فنونِ لطیفہ کی عظمت پر یقین رکھتے ہیں۔ تخلیقی تجربہ یا تنقیدی تجزیہ کے دوران میں وہ کلاسیکی روایت یا جدت طرازی سے قطع نظر اپنی تخلیق کاری کا میکانکی ڈھانچا تشکیل دیتے ہوئے پُر بصیرت متخیلہ کو برُوئے کار لاتے ہیں۔ اظہر غوری کی شاعری اور تنقیدی موضوعات و استعارات استعمار، ناجائز استحصال، صنعت کاری، بھوک، خوف، پناہ، امن اور سماجی انصاف سے معنون ہیں، جو انسانی حقوق کی بازیابی اور نفاذ کے لیے ان کی فکری تگ و تاز کا مظہر ہیں۔ چوں کہ تخلیقی عمل میں موضوع کے ساتھ ساتھ مقصدی اور معروضی نقطۂ نظر قارئین کو شخصی اور اجتماعی آزادی کی مزاحمتی تحریک میں شرکت پر آمادہ کرتا ہے، یہی وجہ ہے کہ اس مضمون میں اظہر غوری کی شعری اور لسانی مہارت سے مملو بنیادی عناصر کو طشت از بام کرنے کی سعی کی گئی ہے۔ اظہر غوری نے بین الاقوامی، بین البراعظمی اور بین المذاہب فلسفوں کو ہم آہنگ کرنے والے تصورات کو اپنے شعری اور تنقیدی شہ پاروں میں منقلب کیا ہے۔ وہ اپنی شاعری اور نثر کے منفرد اسلوب کے ذریعے انسانی تنازعات اور معاشرتی مسائل کے حل کی جانب پیش رفت پر راغب کرتے ہیں۔ اظہر غوری کی تخلیقی اور تنقیدی تحریریں رنگ، نسل، قوم، وطن، جغرافیے، زبان، ہر طرح کے امتیاز، ناجائز استحصال اور کسی بھی تعصب کو مسترد کرتے ہوئے اپنے قاری کو اس کرۂ ارض کا روشن ضمیر شہری بنانے میں ممد اور اہم کردار کی حامل ہیں۔ اظہر غوری کی

ایسی متعدد نظموں کے اسلوب، لحن اور موضوعات کی سرمایہ کاری کے باعث اردو ادب کے اثاثوں میں معتد بہ اضافہ ہُوا ہے۔

حواشی

1 - عبدالرشید، (مضمون): چتر چتر آسمان اور زینے، مشمولہ: اظہر غوری کی نظمیں: غیر مشروط محبّت، لاہور، ملٹی میڈیا افیئرز، پاکستان، ۱۹۹۹، ص ۲۶
2 - محمد خالد، (مضمون): اظہر غوری کی غیر مشروط محبّت، مشمولہ: اظہر غوری کی نظمیں: غیر مشروط محبّت، لاہور، ملٹی میڈیا افیئرز، پاکستان، ۱۹۹۹، ص ۲۸
3 - سعادت سعید، ڈاکٹر، (مضمون): جنس الاجناس یعنی انسان کی گمشدگی کا نوحہ، مشمولہ: اظہر غوری کی نظمیں: غیر مشروط محبّت، لاہور، ملٹی میڈیا افیئرز، پاکستان، ۱۹۹۹، ص ۲۸
4 - اظہر غوری (نظم): "بُلبُلِ ہزار داستان کی بشارت"، مشمولہ: اظہر غوری کی نظمیں: غیر مشروط محبّت، لاہور، ملٹی میڈیا افیئرز، پاکستان، ۱۹۹۹، ص ۶۰۴
5 - اظہر غوری، (نظم): "کائنات"، مشمولہ: اظہر غوری کی نظمیں: غیر مشروط محبّت، لاہور، ملٹی میڈیا افیئرز، پاکستان، ۱۹۹۹، ص ۶۹۴
6 - امتیاز احمد گھمن، (مضمون): "غیر مشروط محبّت: تعلقِ حیات کی توانا صدا"، مشمولہ: اظہر غوری کی نظمیں: غیر مشروط محبّت، لاہور، ملٹی میڈیا افیئرز، پاکستان، ۱۹۹۹، ص ۷۰۰
7 - ریاظ احمد، (مضمون): "انسان کا گم شدہ اثاثہ: غیر مشروط محبّت"، مشمولہ: اظہر غوری کی نظمیں: غیر مشروط محبّت، لاہور، ملٹی میڈیا افیئرز، پاکستان، ۱۹۹۹، ص ۵
8 - مبارک احمد، (مضمون): "محبّت کا غوری فلسفہ: ان کہا ما قبل و مابعد مع انتقاد و مستزاد، مشمولہ: اظہر غوری کی نظمیں: غیر مشروط محبّت، لاہور، ملٹی میڈیا افیئرز، پاکستان، ۱۹۹۹، ص ۶۹۴
9 - جیلانی کامران، (مضمون) مشمولہ: جیلانی کامران کی نظمیں، لاہور، ملٹی میڈیا افیئرز، پاکستان، ۲۰۰۲، ص ۷
10 - ضیاءالحسن، ڈاکٹر، جدید اردو نظم - آغاز و ارتقا، سانجھ پبلیکیشنز، لاہور، ۲۰۱۲، ص ۱۱۰
11 - اظہر غوری کی نظمیں: غیر مشروط محبّت، لاہور، ملٹی میڈیا افیئرز، پاکستان، ۱۹۹۹، ص ۶۸۵
12 - ایضاً، ص ۴۹
13 - ایضاً، ص ۳۸۷

References:

1- Abdul Rasheed, (Mazmoon): Chatir Chatir Aasman Aur Zeenay, Mashmoola: Azhar Ghauri ki Nazmein: Ghair Mashroot Mohabbat, Lahore, Multi Media Affairs, Pakistan, 1999, P. 26.
2- Muhammad Khalid, (Mazmoon): Azhar Ghauri Ki Ghair Mashroot Mohabbat, Mashmoola: Azhar Ghauri ki Nazmein: Ghair Mashroot Mohabbat, Lahore, Multi Media Affairs, Pakistan, 1999, P. 28.
3- Sadaat Saeed, Dr.(Mazmoon): Jins-ul-Ajnaas Yani Insaan Ki Gumshudgi Ka Nauha, Mashmoola: Azhar Ghauri ki Nazmein: Ghair Mashroot Mohabbat, Lahore, Multi Media Affairs, Pakistan, 1999, P. 28.
4- Azhar Ghauri, (Nazm): Bulbul Hazar Daastan Ki Basharat, Mashmoola: Azhar Ghauri ki Nazmein: Ghair Mashroot Mohabbat, Lahore, Multi Media Affairs, Pakistan, 1999, P. 604.

5- Azhar Ghauri, (Nazm): Kaainat, Mashmoola: Azhar Ghauri ki Nazmein: Ghair Mashroot Mohabbat, Lahore, Multi Media Affairs, Pakistan, 1999, P. 694.
6- Imtiaz Ahmad Ghumman, (Mazmoon): Ghair Mashroot Mohabbat: Tauallaq-e-Hayat Ki Tawana Awaz, Mashmoola: Azhar Ghauri ki Nazmein: Ghair Mashroot Mohabbat, Lahore, Multi Media Affairs, Pakistan, 1999, P.700.
7- Riaz Ahmad, (Mazmoon): Insaan Ka Gum Shuda Asasa, Mashmoola: Azhar Ghauri ki Nazmein: Ghair Mashroot Mohabbat, Lahore, Multi Media Affairs, Pakistan, 1999, P.5.
8- Mubarik Ahmad, (Mazmoon): Mohabbat Ka Ghauri Falsafa: Unkaha Maqabal o Mae Intqad o Mustazad, Mashmoola: Azhar Ghauri ki Nazmein: Ghair Mashroot Mohabbat, Lahore, Multi Media Affairs, Pakistan, 1999, P. 694.
9- Jeelani Kamran, (Mazmoon): Jeelani Kamran Ki Nazmein, Lahore, Multi Media Affairs, Pakistan, 2006, P. 7
10- Zia-ul-Hassan, Dr, Jadeed Urdu Nazm-Aghaaz o Irtqa, Sanjh Publications, Lahore, 2012, P. 110.
11- Azhar Ghauri ki Nazmein: Ghair Mashroot Mohabbat, Lahore, Multi Media Affairs, Pakistan, 1999, P. 685.
12- Aizan, P.49.
13- Aizan, P.387.